43-

لمحہ فیصل

مسجد قبا میں پہلا خطبہ

ڈاکٹر اعجاز فاروق اکرم

یہ یثرب سے تین میل ادھر بنو سالم کی بستی ہے۔ تاریخ اسلام کا نیا اور کلیدی موڑ!

نبوت کے بارھویں اور ہجرت کے پہلے سال کا ربیع الاول' فی الواقع بہاروں اور نئی رتوں کا پیغام بر ہے۔ ہر طرف مسرت و شادمانی' زندگی' روشنی اور نور کا سماں ہے! یہ تاریخ ساز منظر ہے' ایک نیا آفتاب طلوع ہو رہا ہے۔

لاکھ ستارے ہر طرف' ظلمت شب جہاں جہاں   اک طلوع آفتاب دشت و چمن سحر سحر

یثرب اب یثرب نہیں رہا۔ مدینۃ النبیؐ بن گیا ہے۔ اک انقلاب آ رہا ہے۔ دائمی انقلاب آ رہا ہے!!

قوت و طاقت' حکومت و اقتدار' عظمت و کبریائی' جسم و جان' روح و فکر' قلب و نظر' زمین و زماں' مکین و مکاں' زندگی کا مقصود و مطلوب' معیار بندہ و آقا' عمل کے زاویے' سب بدل رہے ہیں۔ ذروں کے مقدر چمک رہے ہیں۔ کانٹوں کو گلوں کی قیمت عطا ہو رہی ہے۔ اونٹوں کے چرانے والے دنیا کی سیادت و قیادت پر فائز اور تہذیب و تمدن کے علم بردار بن رہے ہیں! بلاشبہ یہ انقلاب آفریں لمحہ ہے!!

ہجرت کے سفر میں قبا' ایک نئی اسلامی سلطنت کی دہلیز بن گئی ہے!

حیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ لمحہ' لمحہ فیصل بھی ہے!

نئی اسلامی سلطنت میں داخل ہونے سے پہلے نئے نظام اور نئے ورلڈ آرڈر کا چارٹر عطا ہو رہا ہے' یہ نئی فکر اور نئے تصور حیات کا نقطہ آغاز ہے! یہ تَمَکن فِی الاَرض کا لمحہ ہے۔ یہ **کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا** کا پرچم سربلند ہونے سے قبل طاغوت کے سارے جھنڈے سرنگوں کرنے کا تاریخ ساز منظر ہے!

تاریخ اسلام کا پہلا جمعتہ المبارک' قبا و مدینہ کا درمیانی مقام' بنی سالم بن عوف کی بستی' سفر ہجرت کا اختتام اور ہجرت کے مقتضا و مدعا کا آغاز ہے۔ ظلم و ستم اور مقہوری و مجبوری کا دور ختم ہوا' نیا باب رقم ہونے چلا ہے!

پیغام اور دعوت وہی ہے' جو مکہ کی گلیوں' صفا و مروہ کی پہاڑیوں' طائف کے بازاروں' عکاظ کے میلوں اور دار ارقم میں دیا گیا۔ مگر اب زمان و مکان بدل گئے تو لہجہ بھی بدل گیا۔ پہلے محض ترغیب و ترہیب تھی' اب تائید ایزدی بھی حاصل ہے اور قوت بازو بھی۔ یہی لمحہ فتنہ کی بیخ کنی کے آغاز کا ہے' اللہ کا کلمہ اب بزور قوت نافذ ہو رہا ہے۔ یہ لمحہ طاغوت کے لیے اعلان موت ہے۔

کائنات کے آقا' مالک و معبود حقیقی کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا ہی عبدیت کا تقاضا اور تخلیق کائنات کا مقصود ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات ۵۱:۵۶)۔ یہی وہ پہلا نکتہ ہے جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے جمعہ اور پہلے خطبہ کی سعادت کے طالب پروانوں کے ہجوم میں ارشاد فرمایا۔ اللہ پر مکمل اور غیر متزلزل ایمان' اس کی نافرمانی سے انکار' اس کے نافرمانوں سے کھلی جنگ!!

بندے کی یہ کیسی جرات کہ اپنے ہی مالک و خالق کے مقابل آ کھڑا ہو! نفس و شیطان اور حرص و ہوا کو معبود بنا لے' اپنی خود ساختہ سیاسی و معاشی مجبوریوں کی آڑ لے کر خدا کے دشمنوں سے دوستی قائم کرے۔ لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ (المائدہ ۵:۵۱)' اور ہر شب اپنے اس اقرار وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ کے بعد خدا کے دشمنوں سے دوستی بلکہ ان کی غلامی کے طرز عمل سے اللہ کے غضب کو دعوت دے۔

اس بصیرت افروز خطبے کا دوسرا نکتہ توحید و رسالت ہے!

توحید --- یعنی اللہ کے سوا ہر خدائی سے انکار--- سنگ و خشت' رسوم و رواج' جاہ و حشم' قوت و دولت' فکر و تخیل کے خدا' معبود نہیں' گمراہی کے راستے ہیں۔

معبود تو فقط ایک --- لا الٰہ الا اللہ' عظمت و اقتدار اور حکم و اختیار بھی فقط اسی کا--- لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الحدید ۵۷:۵) اور اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ (الاعراف ۷:۵۴)' وہی بڑا اور حمد و ثنا کا سزاوار--- اللہ اکبر وللہ الحمد!

رسالت کے بغیر معبود کی پہچان' اس کی عبادت' اس سے رابطہ' معبود کی حیثیت کا حقیقی شعور و ادراک' سب کچھ ناممکن ہے۔ رسولؐ کی اطاعت اللہ کی اطاعت' اس کی پیروی اللہ کی پیروی' اس کی رضا معبود کی رضا۔ اس کا ہر قول و فعل' حکم و فرمان' آقا کا حکم و فرمان' شریعت کا کلیہ و قاعدہ اور مقصود و مدعا۔ رسول ہی خدا کا نمایندہ' وہی مرشد' وہی قائد اور وہی راہبر و راہنما۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء ۴:۸۰)

اس انقلاب آفریں خطبے کا تیسرا نکتہ حقیقی علم کا تعین ہے' جو شریعت کا علم ہے! رسالت کی راہنمائی حاصل نہ ہو تو علم' علم نہیں جہل ہے اور سراسر اندھیرا ہے۔ تمیز بندہ و آقا کا شعور' معبود و مسجود کی معرفت' مالک کے حکم سے آگاہی' اس کی مشیت کی خبر' اس کی رضا کا علم' اس کا خوف اور عارضی و ابدی زندگی کا فرق جان لینا اور اس کے مطابق عمل کی راہوں کا تعین ہی سچا علم ہے۔ آقا کے حکم کو جان کر مان لینا اور بجا لانا ہی دانائی' بلکہ دانائی کا سرچشمہ ہے۔ معرفت رب کی روشنیوں میں اپنے مقام و مرتبہ سے آگاہی اور اپنے

انجام کار کو پیش نظر رکھ کر زاد سفر اکٹھا کرنا ہی حقیقی علم ہے۔ اس کے سوا سب جہالت، سب نادانی اور پستی ہی پستی ہے!!

قبا کے مقام پر جاری ہونے والے چارٹر کا چوتھا اور کلیدی نکتہ اتقوا اللّٰہ حق تقاتہ تھا۔ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے اس خطبہ میں تقویٰ کا ذکر پانچ یا اس سے زائد بار فرمایا۔ ارشاد ہوا: تقویٰ چہرے کو درخشاں بناتا ہے، پروردگار کو خوش کرتا اور درجات کو بلند کرتا ہے۔

تقویٰ درحقیقت اسلامی احکام کی روح، اس کی غایت اور تعلیمات نبویؐ کا خلاصہ ہے۔ یہی توشہ آخرت، مومن کے چہرے کی بشاشت اور آقا کی رحمت و محبت پالینے کا ذریعہ ہے۔

اللہ کی محبت، معیت، قبولیت اور کامیابی کا پروانہ بھی ہے۔ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی (البقرہ ۲:۱۹۷)، وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ (التوبہ ۹:۳۶)، اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ (التوبہ ۹:۷)، اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ (ص ۳۸:۴۹)، اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا (النباء ۷۸:۳۱)۔

تقویٰ کیا ہے؟

تقویٰ دراصل وہ احساس ہے جس کی بنا پر خدا کی حضوری پیش نظر رہے اور ہر کام میں اسی کی رضا مقصود و مطلوب بن جائے۔ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الانعام ۶:۱۶۲)۔

تقویٰ --- وہ جذبہ ہے، جو نیکیوں کا محرک بنے اور بدی سے متنفر کر دے۔

تقویٰ --- کارزار حیات میں دامن بچا بچا کر چلنے کا نام ہے۔

تقویٰ ہی معیار فضیلت و عظمت ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (الحجرات ۴۹:۱۳)۔

اسلام کے نظام عبادات نماز، روزہ، زکوٰۃ، قربانی، نظام اخلاق، عدل و انصاف، عفو و درگزر، صبر و استقلال، استقامت و عزیمت، اصلاح احوال، امور حسنہ سب میں تقویٰ ہی کی روح کار فرما ہے۔

تقویٰ کی نصیحت ہی ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کے لیے بہترین تحفہ ہے۔

تقویٰ ہی انجام کار ہے اور اچھی عاقبت بھی تو صرف متقین کی ہے۔

وَالْعَاقِبَۃُ لِلتَّقْوٰی (طٰہٰ ۲۰:۱۳۲)، وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ (الاعراف ۷:۱۲۸)۔

اہل تقویٰ وہ ہیں جو زندگی کے ہر موڑ پر سچائی، خدا خوفی اور اس کی اطاعت کا دامن تھام لیں۔ اس کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیں، اس کی خاطر ہر مصیبت سہ لیں، دولت و جاہ اور ہر فانی چیز سے محروم ہو جائیں۔ اللہ، آخرت، کتاب اور رسولوں پر ایمان کے ساتھ شدید ضرورتوں اور حاجتوں کے باوجود اپنا مال راہ خدا میں لٹا دیں۔ اقامت صلوٰۃ، ایتائے زکوٰۃ، عہد کی پاسداری، تنگی و ترشی میں صبر و استقامت اور راضی برضا کا طرز عمل اور رویہ رکھنے والے ہی متقی ہیں۔

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ..... اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا۔ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ (البقرہ ۲:۱۷۷)

تقویٰ مسجد کی دیواروں، تسبیح کے دانوں اور ماتھے کے محرابوں میں نہیں۔ تقویٰ تو دل کے اندر ہے۔ التقوی ھاھنا۔ تقویٰ کے لیے فقط اقرار، باللسان ہی کافی نہیں، تصدیق بالقلب بھی مطلوب ہے۔ ؎

دل و نگاہ مسلماں نہیں، تو کچھ بھی نہیں!!

اسلامی سلطنت کے پہلے حکمران کے پہلے فرمان عام کا چوتھا نکتہ خذوا بحظکم ولا تفرطوا فی جنب اللّٰہ تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ سلم نے اہل ایمان کو ہدایت فرمائی کہ دنیا سے خوب استفادہ کرو، عہد جدید کے تمام جائز تقاضے نہ صرف پورے کرو، بلکہ اس کی ہواؤں کا رخ اپنے عقیدہ و ایمان کی جانب موڑ کر انھیں اپنے دین و ایمان اور مرضات اللہ کے تابع کر دو! نئے دور کے چیلنجوں کا مقابلہ کرو، دور جدید کے ہر سازو سامان اور تکنیک سے آراستہ و باخبر رہو۔

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ (الانفال ۸:۶۰)۔

دنیا کے ہم سفر رہو، کسی سے پیچھے نہ رہو مگر اس طرح کہ یہاں دل نہ لگنے پائے، کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل، نہ ہی دنیا کا مال و متاع یاد خدا سے غافل کر دے۔ لَا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (النور ۲۴:۳۷)، نہ ہی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی ہونے پائے۔ نہ ہی ترک دنیا اور گوشہ نشینی اختیار کر کے زمام کار اللہ کے دشمنوں کے لیے چھوڑ دو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تاریخ ساز خطبہ میں یہ پیغام بھی دیا کہ وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ (الحج ۲۲:۷۸)، اللہ کی راہ میں مسلسل جدوجہد کہ زندگی جہد مسلسل کی تصویر بن جائے۔ باہر کے شیطان سے نمٹ لو تو اندر کے شیطان پر قابو پاؤ۔ دین کی اشاعت، اعلاے کلمتہ اللہ کا فریضہ، امت وسط اور خیر امہ کا منصب، جہاد ہی کے تقاضے ہیں۔

خطبے کے آخر میں اعلان فرمایا: لوگو! تم چاہو یا نہ چاہو، اللہ کا حکم تو نافذ و غالب ہو کر رہے گا۔ بندۂ بے اختیار، باطل، کمزور اور فانی ہے، انسانوں پر انسانوں کا حکم اللہ کی حدود سے تجاوز ہے۔ بندہ اپنے مقام کو نہ بھولے، اپنی حیثیت کو فراموش نہ کرے، اپنی حدود سے تجاوز نہ کرے، خود کو اور اپنے آقا کو پہچان لے: من عرف نفسہ فقد عرف ربہ--- اور پھر آقا کے حکم کی تعمیل میں لگ جائے!!

آنحضور علیہ السلام کا یہ خطبہ نہ تو کسی خاص زماں کا پابند تھا، نہ کسی مخصوص مکاں تک محدود، نہ ہی فصل گل و لالہ کا رہین۔ یہ تو ایک دائمی نشان منزل ہے، نشان ہدایت ہے، اسوۂ عمل ہے، کل بھی اور آج بھی!

آج امت مسلمہ کا المیہ بھی یہی ہے کہ آج کا مسلمان اس ابدی اور لافانی پیغام کو کتابوں کے صفحات پر محفوظ کر کے بھول گیا ہے۔ ہدایت کا راستہ چھوڑ بیٹھا ہے۔ اللہ کا دشمن اب اس کا دوست ہے۔ کھلا عدو اب اس کا رازداں اور ہمدم و ہم ساز ہے۔ دنیا کے لہو و لعب، زینت و تفاخر، مال و متاع، اس کے معبود اور مقصود

حیات بن گئے ہیں۔ نفس و شیطان کا غلام، حرص و ہوس کا بندہ، مال و اولاد، رنگ، نسل اور زبان، اعزہ و اقربا کے رشتوں میں گرفتار اور انھیں خدا سے بڑھ کر محبوب اور عزیز رکھنے والا ہو گیا ہے۔ اب وہ نہ تو اپنے مسلمان بھائی کو جسد واحد کی طرح سمجھتا ہے، نہ اس کا درد اور دکھ محسوس کرتا ہے، نہ اس کی حاجت روائی کرتا ہے، نہ نصرت و اعانت۔ نہ اس کی آبرو اور عزت اور نہ ہی خون و جان کا محافظ ہے، نہ ان کا احترام کرتا ہے۔ آج کا مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے ہاتھ اور زبان سے نہ تو محفوظ ہے نہ مامون۔ نہ اسے عیش میں یاد خدا رہتی ہے، نہ طیش میں خوف خدا دامن گیر ہوتا ہے۔

ہاں! آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کے دعوے بلند بانگ، محبت کے بے شمار مظاہر، ارشادات نبویؐ سر آنکھوں پر، گیسوؤں اور زلفوں کا تذکرہ زبانوں پر۔ مگر آپؐ کی دعوت و پیغام صرف خوب صورت کتابوں کے صفحات پر۔ دل کا صفحہ اس سے محروم، کتاب زندگی اس سے عاری!! حیف صد حیف!

آج کے مسلمان کے فکر و نگاہ کے زاویے بدل گئے، دین و دنیا جدا ہو گئے، مسجد و محراب اور مسند اقتدار و سیاست کے راستے بدل گئے اور باقی فقط چنگیزی رہ گئی!

آج کا دور ـــــ مسلمان کے لیے لمحہ فیصل ہے!

اسلام کو تو بہرصورت غالب آنا ہی ہے۔ مگر یہ فیصلہ مسلمان کو خود کرنا ہے کہ احیائے اسلام اور امت مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ کے اس مرحلے اور عہد میں، وہ اپنے لیے کس مقام کا انتخاب کرتا ہے! یہی تو وہ وقت ہے جب اللہ سچے اور جھوٹے گفتار اور کردار کے غازی الگ کر لے گا۔

فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ (العنکبوت ۲۹:۳)

دور اول کے مسلمان نے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سنا اور سر تسلیم خم کر دیا۔

خطبہ جمعہ ختم ہوا، تاریخ کا سفر آگے بڑھا، ہجرت کا قافلہ سوئے منزل رواں ہوا۔ مکہ کے تیرہ سالوں کی طرح مدینہ میں آنحضور علیہ الصلوۃ والسلام کی صدا، صدا بصحرا ثابت نہ ہوئی۔ دیوانوں، پروانوں، مستانوں، فرزانوں نے سنا اور دل و جاں سے قبول کیا۔ مدینہ کی گلیوں میں خیر مقدم کے، اعلان حق تسلیم کیے جانے کے اور حق کے غلبے کے ترانے گونجنے لگے!

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ما دعا للّٰہ داع
ایہا المبعوث فینا جئت بالامر المطاع
جئت شرفت المدینۃ مرحبا یا خیر داع